

حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا سمیع الحق اور ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ کا سفر ایران

امام مسلمؒ کے دیس خراسان (ایران) میں چند روز

(قسط - ۱)

جدی المکرم والکترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس اللہ سرہ العزیز کے قائم فرمودہ عظیم دینی مرکز جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی جڑیں اور شاخیں اس وقت بلاد عرب و عجم افریقہ و یورپ میں پھیل چکی ہیں۔ یہاں سے فارغ التحصیل فرزندان نے ان بلاد میں مدارس کے جال بچھا کر یہ بات ثابت کر دی کہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء۔ آج حقانیہ کے اثرات دنیا بھر میں دیکھے اور محسوس کئے جاسکتے ہیں۔

اگر فردوس بروئے زمین است ہمیں است وہمیں است ہمیں است

یقیناً یہ سب کچھ جدی المکرم کیلئے باقیات الصالحات اور ہم حقانین کیلئے باعث عزت و صد تکریم کا مقام ہے۔ گزشتہ دنوں دارالعلوم حقانیہ کے فرزندان مولانا سید محمد ابراہیم فاضلی حقانی، مولانا محمد سعید فاضلی اور مولانا سید محمد فاضلی کے قائم کئے ہوئے مدارس جامعہ الاحناف شہرستان تاباد، دارالعلوم تعلیم القرآن والسنۃ شہر خراسان ایران کی جلسہ دستار بندی و ختم بخاری شریف میں شرکت کیلئے دارالعلوم حقانیہ کا ایک وفد جس کی قیادت دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ رئیس جمعیۃ علماء اسلام کر رہے تھے ایران کے دورے پر گیا۔ مولانا سید محمد ابراہیم فاضلی اور ان کے دیگر برادران کا کئی ماہ سے مسلسل یہ اصرار تھا کہ آپ حضرات اس جلسہ ختم بخاری و دستار بندی میں ضرور بالضرور شرکت کریں گے اسلئے کہ یہ حقانیہ ہی کی شاخیں ہیں۔ آخری مرحلے پر اسکے بھائی مولانا سید محمد فاضلی خود براستہ افغانستان پاکستان دعوت نامے دینے اور اس دورے کے پروگرام کو حتمی شکل دینے کیلئے پہنچے۔

اس وفد کے دیگر اراکین میں دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث وائفیر مولانا سید شیر علی شاہ مدظلہ، بندہ محمد عرفان الحق اظہار حقانی مدرس دارالعلوم حقانیہ اور مولوی سید صاحب حسین شاہ پشاور شامل تھے۔ اس دورے کی تفصیل پیش کرنے سے قبل مملکت ایران کے سرسری حالات پیش خدمت ہیں۔

ایران کے سرسری حالات: ایران کا قدیم نام ”پریس“ یا ”پرسیا“ تھا۔ مشہور روغن ادیب پلاؤس نے بھی ایک

جگہ پرشیا لکھا ہے۔ پرشیا سے مراد وہ علاقہ ہے جہاں کے باشندے پرشیں کہلاتے تھے یعنی عہد قدیم کا پارس اور فارس کا اطلاق اسی خطے پر ہوتا ہے۔

لفظ ایران اریانہ سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے اریاؤں کی سرزمین یہ ساسانیوں کی سلطنت کے مرکزی حصے کا نام تھا جو اپنے آپ کو شاہان ایران و انیران سے ملقب کرتے تھے۔

اساطیری روایات کے رو سے ہوشنگ بن کیومرث نے اپنے ملک کا نام ایران لکھا اور جب اس کا بیٹا پارس تخت نشین ہوا تو یہ ملک پارس کہلانے لگا۔

عہد اسلامی میں شاہنامہ کے ذریعے جب قدیم روایات کا احیاء ہوا تو ایران کا قلم پھر مقبول ہو گیا سہدی کہتا ہے۔

ع بگفت اے خداوند ایران و تور کہ چشم بد از روزگار تو دور

ہندوستان اور بالخصوص دور مغلیہ کے فارسی ادبیات میں اکثر ایران اور کشور ایران ہی کا نام ملتا ہے۔ بظاہر انیسویں صدی ہی میں اہل ایران نے خود کو ایرانی کہلوانے پر اصرار شروع کیا۔ ۱۹۳۵ء میں سرکاری طور پر اس ملک کا نام ایران قرار پایا۔

جغرافیائی جائزہ: موجودہ ایران کا رقبہ چھ لاکھ اٹھائیس ہزار مربع میل ہے اور ۲۵، ۴۰ عرض بلد شمالی، ۴۴، ۶۳، ۳۰ درجے طول بلد مشرقی کے درمیان واقع ہے۔ ملک کا ایک بڑا حصہ ریگستان ہے۔ یہ ملک زیادہ تر خشک سطح مرتفع اور مشرقی سرحد کے سوا باقی اطراف میں پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ شمالی پہاڑ اٹھارہ ہزار سات سو فٹ تک بلند ہیں ایران کے مختلف خطے ایک دوسرے سے بالکل مختلف خصوصیات کے حامل ہیں۔ اسی لئے تاریخ کے طویل ادوار میں بڑی حد تک ان میں سیاسی وحدت کا فقدان رہا ان خطوں کو مشرقی اور مغربی دو مجموعوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جنہیں وسطی ایران کا دشت کو ہر ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے یہ دشت عملی طور پر بحیرہ خزر سے جنوب مشرقی جانب علاقہ مکران میں بحر ہند تک پھیلا ہوا ہے۔

مذہب و مسلک: ایران کے باشندوں کا سواد اعظم فرقہ شیعہ امامیہ سے تعلق رکھتا ہے اور جعفری عقیدے کا پیرو ہے۔

ایران میں اسلامی دور: حضرت عمرؓ کے عہد خلافت (۶۳۲ء تا ۶۴۴ھ مطابق ۶۱۴ء) سے ایران کی تاریخ میں اسلامی دور کا آغاز ہوا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے قبل وہ پاستننائے مکران و کابل خراسان میں بلخ کے قریب قریب اور بختان زرنج وغیرہ تک پہنچ گئے تھے۔ ایران کو اسلامی رنگ دینے میں عمر بن عبدالعزیز اور ہشام کی مالی حکمت عملی کو خاصا دخل تھا۔

ایران جدید: ۱۳ دسمبر ۱۹۲۵ء کو مجلس ملی کے فیصلے کے مطابق رضا خان پہلوی کے شہنشاہ ایران ہونے کا اعلان ہوا اور ۲۵ اپریل ۱۹۲۶ء کو اس کی تاج پوشی کی رسم باضابطہ اداء کی گئی۔ تقریباً 53 برس تک ملک کا سلسلہ شہنشاہیت و جمہوریت کے درمیان اسی طرح چلتا رہا۔ اس کے بعد آیت اللہ خمینی اور ایران کے لوگوں نے وہاں پر انقلاب برپا کیا۔ جو آخر کار 11 فروری 1979ء کو فتح قیام ہوا۔ اور ایران کے دو ہزار پانچ سو سالہ شہنشاہیت نے دم توڑ دیا۔ خمینی کے وفات کے بعد آیت اللہ خامنہ ای اس کا جانشین ہوا ہے۔ ملک میں ایک رہبر ہوتا ہے جو کہ پورے ملک کا گویا کہ ہائی کمان ہے اور اس کے نیچے پھر صدارتی نظام ہے۔

آج کل ایران تیرہ صوبوں میں منقسم ہے جن کے نام یہ ہیں:-

(۱) گیلان (۲) مازندران (۳) مشرقی آذربائیجان (۴) مغربی آذربائیجان (۵) کرمان شاہ (۶) خوزستان (۷) فارس (۸) کرمان (۹) خراسان (۱۰) اصفہان (۱۱) کردستان (۱۲) سیستان و بلوچستان (۱۳) وسطی صوبہ مشتمل بر تہران و سمنان۔

اہل ایران کا سب سے بڑا پیشہ زراعت ہے اہم ترین فصلوں میں گندم، چاول، بنشکر، کپاس، دالیں، تمباکو، روغنی بیج اور چائے شامل ہیں۔ پھل بھی بافراط پیدا ہوتے ہیں۔ خصوصاً انگور، بادام، پستہ وغیرہ۔

حصول ویزہ: حصول ویزہ ایران میں ہمیں کوئی خاص دقت نہیں اٹھانی پڑی۔ اس لئے کہ پشاور میں تعینات ایرانی قونصلر جنرل جناب حسن ایمانی کے ساتھ عم محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور میرے پرانے روابط تھے۔ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کیلئے تو ویزہ لینے کی ضرورت ہی نہ تھی اس لئے کہ ان کا پاسپورٹ آفیشل تھا اس پر صرف انٹری ہوتی ہے جبکہ باقی وفد کے اراکین کیلئے ایرانی قونصلیٹ نے ۳۲۶ روپیہ فی کس فیس کے ساتھ دس دنوں کا ویزہ دے دیا۔

مسقط روانگی: اسلام آباد اور پشاور سے ایران کے لئے براہ راست کوئی بھی فلائٹ نہ تھی اسلئے ہم نے اس سفر کیلئے گلف ایئر لائن کا انتخاب کیا گلف ایئر لائن کا روٹ ایران کے لئے پشاور سے مسقط، مسقط سے بحرین اور بحرین سے مشہد تھا۔ پشاور سے فلائٹ صبح ۶:۳۰ تھی اس لئے ہمیں پروگرام کے مطابق علی الصبح نکلنا تھا لیکن نماز فجر کی ادائیگی اور سامان کی برابری میں ہم لیٹ ہو گئے اس لئے میں نے احتیاطاً موبائل فون سے پشاور کے VIP لادینچ کو مطلع کیا کہ اس فلائٹ سے مولانا سمیع الحق صاحب ۳ دیگر ساتھیوں کے ہمراہ جارہے ہیں آپ گلف ایئر سے بورڈنگ پاس نکلوائیں تقریباً بجے کے قریب ہم ایئر پورٹ پہنچے تو سول ایوی ایشن کا ایک نمائندہ بلال خٹک جو جہانگیرہ کارہنہ والا تھا ہمارا منتظر تھا اس نے ہمیں rasailojaraid.com کے پیگ اور ٹکٹ کٹوانے کے لئے

چلے مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا شیر علی صاحب کو لاؤنچ میں بٹھا کر میں اور صاحب حسین پاسپورٹ اور نمکٹیں لے کر گئے ہماری امیگریشن ایک پنجابی خاتون نے کی اس نے امیگریشن کرتے ہوئے مجھ سے پوچھا کہ آپ ایران جا رہے ہیں کیا آپ جعفری ہیں؟ میں نے جواب میں کہا کہ کیا اگر کوئی جعفری نہ ہو تو وہ ایران نہیں جاسکتا؟ ہم سنی ہیں اور وہاں اہلسنت (سنیوں) کے ایک جلسہ دستار بندی میں شرکت کے لئے جا رہے ہیں اس خاتون نے مولانا سمیع الحق صاحب کے پاسپورٹ کو ٹٹولتے ہوئے کہا کہ اس پر تو ایران کا ویزہ نہیں میں نے اسے سمجھایا کہ آئینشل پاسپورٹ پر ایران کا ویزہ لینا ضروری نہیں ہوتا بلکہ صرف انٹری ہوتی ہے گویا کہ ہماری ایکی گریشن حکام کی حالت زار یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو ایکی گریشن کیلئے بٹھاتے ہیں جو ان بنیادی باتوں سے بھی ناواقف ہوتے ہیں۔

اس کے بعد اس خاتون نے ہمارے پاسپورٹوں پر خروج لگوا دیا اور مزید چیک کرنے کے لئے آگے ایک مرد آفیسر کے پاس بھیجے۔ اس دوران جہاز کی بورڈنگ مکمل ہو چکی تھی ہمیں بھی جہاز پہنچایا گیا۔

پشاور سے مسقط جانے والے جہاز GF 437 پر ہماری نشستیں بالترتیب A1، B1، C1، D1 تھیں۔ پشاور سے فلائٹ بروقت روانہ ہوئی۔ دوران پرواز ایک معتمد شخص ہمارے قریب آیا جو ذریعہ اسماعیل خان کا رہنے والا تھا اور پوچھا کہ کیا عمرے کا احرام پشاور سے باندھنا ضروری تھا؟ میرے پاس تو ابھی تک احرام نہیں۔ میں نے اسے سمجھایا کہ ابھی ہم مسقط جائیں گے وہاں ایئرپورٹ سے آپ احرام خرید لیں اور غسل کر کے وہی سے باندھ کر نیت کر لیں اور یا میقات پر جب جہاز گزرے گا تو آپ کو مطلع کیا جائے گا وہی سے نیت کر لینا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر و قابل صد افسوس ہے کہ گلف ایئر لائن جسے عرب اور اسلام کی تہذیب و تمدن کا آئینہ دار ہونا چاہئے تھا وہ مغربیت کے سیلاب میں اس طرح بہہ چکا ہے کہ اس میں تواضع کرنے والی ایئر ہوسٹسوں نے جو لباس زیب تن کئے ہوئے تھا اسے لباس کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ کاسیات عاریات والی حدیث ان پر فٹ تھی۔ اقبال بھی آزادی نسواں کا فریادی ہے۔

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہواہ قند

کیا فائدہ کچھ کہہ کر بنوں اور بھی معتب پہلے ہی نہ مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند

مسقط کے مقامی وقت کے مطابق ہم وہاں صبح کے 8 بجے پہنچے یہاں سے ہماری اگلی منزل بحرین تھی اور بحرین کی فلائٹ میں ابھی ۳ گھنٹے تھے لہذا ہمیں مسقط ایئرپورٹ کے لاؤنچ میں انتظار کرنا پڑا لاؤنچ میں ڈیوٹی فری مارکیٹ خریداروں کو اپنی طرف رغبت دلانی تھی تاہم ہر چیز کی قیمت بلا مبالغہ پاکستان سے ۱۰ گنا زیادہ تھی جبکہ ٹام ڈیوٹی فری کا تھا یہاں شراب کی درجنوں قسمیں سرعام بیچنے کے لئے الماریوں میں لگائیں گئیں تھیں۔ قرآن کریم کے اس حکم سے علی الاعلان روگردانی تھی کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن

ایک اسلامی ملک کے انٹرپورٹ پر یہ تماشا دیکھ کر سرشرم سے جھک گیا۔

گزر گیا اب وہ دور ساقی کہ چھپ کے پیتے تھے پینے والے بنے گاسارا جہاں میخانہ ہر کوئی بادہ خوار ہوگا یہاں میں نے پاکستانی ۱۰۰ روپے تبدیل کئے تو ۶۰۰ پیسہ عمانی دیئے گئے مارکیٹ کا چکر لگانے کے بعد ہم کرسیوں پر بیٹھے تو ایک پاکستانی نوجوان جو ۲۵ برس کے لگ بھگ تھا آیا اور عمرے کے ارکان اور شرائط کے بارے میں پوچھا اور سوال یہ بھی کیا کہ کیا عمرے میں یہ شرط ہے کہ یہاں سے جو وضوء کیا جائے تو جب تک عمرہ مکمل نہ ہو وہ وضوء توڑا نہ جائے؟ اس پر ہم نے بے اختیار ہنس کر اس کو سمجھایا کہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں یہاں سے غسل اور وضوء کر کے نیت کر لو پھر ضرورت ہو تو وضوء توڑ سکتے ہو۔ تاہم دوران ادائیگی عمرہ با وضوء رہنا شرط ہے۔ اس لڑکے کی والدہ بھی اس کے ہمراہ عمرہ کے لئے جا رہی تھی۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے پاکستانی بڑی محنت تک دود اور پوری عمر صرف کرنے کے بعد پیسے بچا بچا کر عمرہ وحج کے لئے روانہ ہوتے ہیں لیکن مسائل حج و عمرہ کا کوئی ادراک نہیں ہوتا۔ نہ باقاعدہ حکومتی سطح پر اس کا کوئی انتظام کیا جاتا ہے۔ عمرہ کے دیگر مسائل بھی مولانا مسیح الحق مدظلہ اور مولانا شیر علی شاہ صاحب نے انہیں سمجھایا۔ میں نے اس نوجوان سے درخواست کی کہ آپ خوش قسمت ہیں دوران ادائیگی عمرہ مقامات مقدسہ پر ہمیں بھی دعاؤں میں یاد رکھئے۔ اس وقت رسول اقدس ﷺ کا وہ جملہ مبارک جو آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو عمرے پر جاتے ہوئے کہا تھا لاتنسا فان من دعاءک یا اخی، میرے دل و دماغ پر ثبت تھا۔

ع ہمیں بھی یاد رکھنا کہ جب دربار میں آئے

مسقط سے بحریں روانگی: یہاں سے ہمارا بورڈنگ ٹائم 10:30 بجے اور ڈیپارچر ٹائم 11 بجے تھا لیکن اچانک 10:25 پر لاؤنچ میں اعلانات شروع ہوئے کہ بحریں جانے والے مسافرین عرفان الحق اور اس کے رفقاء جہاز پر سوار ہونے کے لئے فوراً اپنے ورنہ تو بورڈنگ کلوز کر دی جائے گی۔ ہم جلدی جلدی لاؤنچ سے نیچے ہال میں پہنچے تو وہاں سول ایوی ایشن کے نمائندے ہمارے نام پکار رہے تھے قریباً 10:30 بجے ہم جہاز پر بیٹھ چکے تھے۔ 10:35 پر GF069 روانہ ہوا۔

فلائٹ کی قبل از وقت روانگی پر نہایت تعجب ہوا اس لئے کہ یہ بین الاقوامی قوانین، ضوابط اور اصول کے خلاف تھا۔ تاہم اس بات کی خوشی بھی تھی کہ چلو اس طرح ہم اپنی منزل سے قریب تر ہو جائیں گے۔ مسقط اور بحریں کے درمیان ایک گھنٹہ کی فلائٹ تھی۔ بحریں کے مقامی وقت کے مطابق ہم وہاں 11:00 بجے پہنچے یہاں سے مشہد کی فلائٹ عصر کو 4:00 بجے تھی تو گویا ہمارے پاس 5 گھنٹے تھے۔ بحریں کا انٹرپورٹ نہایت وسیع و عریض اور جدید طرز تعمیر کا نقاش ہے۔ یہاں آنے والے مسافرین کے لئے گراؤنڈ فلور استعمال ہوتا ہے اور ڈیپارچر کے لئے فرسٹ فلور استعمال ہوتا ہے۔ ہم گراؤنڈ فلور کے ٹرانزٹ لائن پر ہوئے دوسری منزل کے ڈیپارچر ہال پر پہنچے یہاں بھی

ایک وسیع چمک دمک والی ڈیوٹی فری مارکیٹ آباد تھی۔ جس میں زیادہ تر انڈین شین اور ملائشین عورتیں سیلز گرلز تھیں جو نیم برہنہ لباس میں ملبوس تھیں۔ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا آج 43 برس کے بعد میں بحرین آیا ہوں۔ انہوں نے فرمایا میرا پہلا سفر حج ایک تجارتی بحری جہاز سے ہوا تھا جو بمبئی سے بصرہ تک چلتا تھا۔ ہم کراچی سے سوار ہوئے اور چھ سات دن کے بعد بحرین میں اترے۔ بحرین میں ایک دو دن رہے، چھوٹی سی آبادی تھی پر انے شہر منامہ کے ایک چھوٹے سے ہوٹل فندق رجمیہ میں ٹھہرے۔ سفر کے ساتھیوں میں میرے ہم سفر قاری سعید الرحمان صاحب کے علاوہ ممتاز عالم مولانا حامد میاں لاہور، مولانا زین العابدین مرحوم جامعہ اشرفیہ پشاور کے مشہور بزرگ مولانا حبیب اللہ گمانوی ایک متشدد غیر مقلد عالم پیر جھنڈا اور غالباً پیر طریقت مولانا فقیر محمد تھانوی بکائی مرحوم تھے۔ بحرین سے ایک بحری لائنج کے ذریعہ کئی گھنٹوں میں سعودی بندرگاہ انجیر میں اترے وہاں سے دمام ریاض ہوتے ہوئے دو تین دن کی مسافت طے کر کے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مدینہ منورہ پہنچے۔ آج کے بحرین اور ماضی کے بحرین میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ گلف ایئر لائن پر میرا یہ تیسرا سفر تھا اس لئے بحرین کا ایئر پورٹ میرے لئے انجان نہ تھا۔ جبکہ مولانا شیر علی شاہ اور صاحب حسین بحرین ایئر پورٹ پر پہلی مرتبہ وارد ہوئے تھے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا کہ بحرین میں دارالعلوم کے کافی فضلاء اور متعلقین مستقل رہائشی ہیں۔ اگر پہلے سے معلوم ہوتا کہ درمیان میں اتنا زیادہ وقفہ ہے تو انہیں مطلع کرتے وہ آکر ہمیں بحرین کی سیر کراتے۔ اس دوران 11:40 پر ظہر کی آذان شروع ہوئی۔ ہم مسجد کی تلاش میں نکلے یہاں مسجد گراؤنڈ فلور پر تھی جس میں مستورات کے لئے علیحدہ حصہ مختص تھا۔ ادائیگی نماز کے بعد ہم مسجد میں تھوڑی دیر ستانے کے لئے لیٹ گئے۔ اللہ کے گھر میں جو سکون فرش (زمین) پر ہمیں محسوس ہوا وہ بحرین کے ہزاروں سہولیات کے حامل مغربیت زدہ ائر پورٹ پر ایک لمحہ کے لئے محسوس نہ ہوا۔ دو بجے ہم دوپہر کے کھانے کے لئے ایئر پورٹ کے ریسٹورانٹ گئے جہاں چاول مرغ و سلاڈ اور سپرائٹ کے ایک گلاس کے ساتھ ہماری تواضع کی گئی۔ یہاں ڈیپارچر حال میں مسافرین کے بیٹوں پر ایک جگہ پانچ چھ عورتیں بیٹھی رو رہی تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا تعلق کس ملک سے ہے اور آپ کی منزل کون سی ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہم بنگلور (ہند) سے آئے ہیں اور ریاض کام (مزوری) کے لئے جا رہے ہیں۔ شاید وہ اپنے عزیز واقارب سے جدائی اور اپنی غربی کا ماتم کر رہے تھے۔ ع ہیں بڑے تلخ بندہ مزدور کے اوقات

مولانا شیر علی شاہ صاحب نے کہا کہ افسوس مسلمان ہر جگہ مصیبت و تکلیف اور غم کا شکار ہوتا ہے۔ خدا خدا کر کے پانچ گھنٹے کا طویل انتظار ختم ہوا اور ہمیں جہاز پر پہنچایا گیا۔ جہاز میں تھوڑی دیر بعد اعلان ہوا کہ آپ سب مسافرین اپنا دست سامان اٹھا کر واپس لاؤنچ میں جایئے جہاز میں فی خرابی ہے پون گھنٹے کے بعد آپ کو دوبارہ بلا لیا جائے گا۔ اس پر مسافرین کے چہرے لٹک گئے۔

کسی کو گھر سے نکلنے ہی مل گئی منزل کوئی میری طرح راہوں کے پیچ و خم میں رہا
لیکن کربھی کیا سکتے تھے۔ پون گھنٹہ گزرنے کے باوجود ہمیں۔ لے جانے کے لئے کوئی اعلان نہ ہوا۔ یہاں انتظار کے
دوران ایک معمر شیعہ جو سر پر عمامہ کئے ہوئے تھا ہمارے قریب بیٹھا تو مولانا شیر علی شاہ صاحب نے مزاحاً کہا کہ یہ اس
ایئر پورٹ میں میرا ساتھی ہے۔ اس لئے کہ میرے اور اس کے سوا کسی نے بھی عمامہ نہیں باندھا۔ میں نے اس معمر شیخ
سے ہاتھ ملاتے ہوئے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا نام شیخ احمد عصفور ہے۔ اور بحرین کے محاکمہ شرعیہ میں قاضی
ہوں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ مشہد امام رضا کی زیارت کے لئے جا رہا تھا۔ پون گھنٹے کے بجائے ہماری فلائٹ کی تاخیر
پونے چار گھنٹے تک ہوئی۔ اس دوران بعض مسافرین نے بدانتظامی پرویلنسر لائنز والوں کو برا بھلا کہتے رہے۔ کہا جاتا
ہے کہ گلف ایئر لائن کی حالت زار اُس وقت سے ابتر ہو گئی جب سے ابوظہبی، امارات وغیرہ نے اس سے اپنے
شیئرز نکال لئے۔ ابوظہبی کے شہزادے نے گلف ایئر لائن سے اپنے شیئرز نکال کر اتحاد ایئر لائن شروع کیا۔ پونے آٹھ
بجے ہم بحرین سے روانہ ہوئے جہاز روانہ ہوا تو شیعہ حضرات نے اونچی آواز سے ایک خاص انداز میں درود پڑھنا
شروع کیا جس طرح معتزین اور حجاج حج و عمرہ جاتے ہوئے تلبیہ پڑھتے ہیں اسی طرح کا انداز انہوں نے مشہد جاتے
ہوئے اختیار کیا۔ (جاری ہے)

یوم تاسیس جامعہ اشرفیہ

فضلاء جامعہ اشرفیہ توجہ فرمائیں

جامعہ اشرفیہ اپنے فضلاء کی علمی، مذہبی اور ملی خدمات کے حوالے سے ستمبر 2006 کی 9،8 اور 10
تاریخ کو ایک سو روزہ کنونشن منعقد کر رہا ہے۔ جس میں شرکت کیلئے 1947ء سے لے کر 2005ء تک
کے فضلاء کو مدعو کیا گیا ہے۔ اس اجلاس میں شرکت اور پھر اس میں مقالات پڑھنے والے فضلاء سے التماس
ہے کہ وہ 15 جولائی 2006ء سے پہلے پہلے اجلاس کے کنوینئر مولانا حافظ زبیر الحسن سے رجوع فرمائیں
تاکہ پروگرام کے مطابق ان کے اسماء کو شامل کیا جاسکے۔ شکریہ

اے خدا ایں جامعہ قائم بذار
فیض او جاری بود لیل و نہار

محمد عبید اللہ

مہتمم جامعہ اشرفیہ فیروز پور روٹ، لاہور

فون 042-7552772 042-7552986 0300 8494782